بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

لفظ کا احترام اور احترام کا لفظ

یہ عنوان ایک سنجیدہ بات ہے محض کوئی لفاظی نہیں ہے، ایک ایسی سنجیدہ بات ہے جو ایک عزم و ارادہ بھی ہے، ایک دعوت و پیغام بھی اور ایک مسلک ادبی یا مدرسۂ فکر کا شعار بھی!

لفظ، خواہ نوک زبان کی پیداوار ہو یا زور قلم کا نتیجہ، اپنا ایک اثر رکھتا ہے، اس کا ایک مرتبہ و مقام بھی ہے اور وہ اپنی جگہ شرف و احترام کا ترجمان اور حقدار بھی ہے، صحائف مقدسہ کی رو سے لفظ یا کلمہ اللہ جل شانہ کی تخلیقات اولیہ میں سے ہے! چنانچہ جس طرح قل الروح من امر ربی (کہہ دیجئے کہ روح تو میرے رب کا امر ہی ہے!) کے باعث انسانی جان محترم ہے اور ولقد کرمنا بنی آدم (اور ہم نے ہی تو اولاد آدم کو عزت و تکریم کا مستحق ٹھہرایا!) اور پھر "فی احسن تقویم" کی رو سے شرف و اعزاز کا تاج بھی اسی انسان کے سر سجتا ہے، بالکل اسی طرح لفظ یا کلمہ بھی عظمت و تکریم کی ایک دنیا ہے جس کی اپنی حدود بھی ہیں اور قیود بھی! ہمارے رب جل شانہ کی تخلیقات اولیہ میں سے ہے، خلق الانسان علمه البیان (اسی رب نے انسان کی تخلیق فرمائی، اسے نطق و بیان بھی سکھلایا) کے مطابق تخلیق آدم کے بعد نطق و گویائی کا معجزہ بھی وہ عطیہ ہے جس پر مولی کریم کو ناز ہے اور اس سے یہ بھی عیاں ہے کہ جس طرح کائنات کے اعجاز تخلیق یعنی حضرت انسان کا تحفظ و فلاح ہر فرد بشر کا پیدائشی فریضہ ہے اسی طرح لفظ یا کلمہ کا تحفظ اور تحسین بھی اولاد آدم کا نہ صرف حق ہے

بلکہ فرض بھی ہے!

اس لئے اگر انسان کو اپنے مرتبے و مقام کا احساس ہے اور اپنے شرف و احترام کا شعور ہے تو اسے اپنی نوک زبان اور لسان قلم سے ادا ہونے والے لفظ یا کلمے کا بھی احترام و شرف ملحوظ رکھنا پڑے گا' اپنی نوک زبان اور لسان قلم سے احترام و وقار کے الفاظ ہی ادا کرنا ہونگے یہیں سے شاعر و ادیب یا قلمکار کی ذمہ داری کا تصور پیدا ہوتا ہے' وہ چاہے تو خود کو ایک ذمہ دار اور باشعور قلمکار کے روپ میں سامنے لائے اور اگر چاہے تو بصیرت و بصارت کے دروازے بند کر کے خود کو ایک غیر ذمہ دار اور بے شعور جانور کے رنگ میں پیش کر دے! مگر ہر دو صورتوں میں وہ عزم و ارادے کا مالک' ایک سمت کا داعی اور ایک مدرسۂ فکر کا علمبردار ہے!

قلمکار - شاعر یا ادیب - کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ انسان جو کچھ سنتا ہے' دیکھتا ہے اور پڑھتا یا بولتا ہے وہ اس کے عمل کا حصہ بنتا ہے اس کی عملی زندگی اور کارکردگی کا آئینہ دار ہوتا ہے' اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کے کردار پر اثرانداز نہیں ہوتا تو وہ غلطی پر ہے' تعلم وہی نہیں جو انسانی بچہ درسگاہ میں اپنے استاد سے سیکھتا ہے بلکہ گھر' گلی' گاؤں' شہر اور اب عالمی بستی (یعنی پورا کرہ ارض) کا اس سے عمر میں ہر بڑا اس کا معلم اور اس کے کردار پر اثرانداز ہوتا ہے' یہ "بے قاعدہ" تعلیم سہی مگر ہے بہرحال تعلیم! چہ جائیکہ ادیب اور شاعر کی تخلیقات کو ان کے اس کردار سے بری ٹھیرلیا جائے! ان کے زور قلم کے نتائج اور نوک زبان کی پیداوار کے اس سحر انگیز اور جادو پرور اثر سے انکار اور چشم پوشی ممکن نہیں! ان کا شعر و ادب انسانی کردار کو اپنے اپنے رنگ میں ڈھال کر رہتا ہے!

اسی لئے تو خالقِ انسان و الفاظ نے تحریف کلمہ کو یہود کے گھناؤنے جرائم میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ویحرفون الکلم عن مواضعہ (وہ لفظ کو اس کی اپنی جگہوں سے مٹاتے رہتے ہیں) اور لفظ و کلمہ کی فصاحت و بلاغت کے تاجدارﷺ کا ارشاد ہے "ھل یکب الناس علی مناخرھم فی النار الاحصائد السنتھم" (یعنی کیا لوگوں کو ناک کے بل آگ میں الٹا گراتے والی چیز ان کی اپنی زبانوں کی پیداوار کے سوا

کچھ اور بھی ہے؟!) اور کتاب عزیز نے تو یہ فرما کر بات کی انتہا کر دی کہ بیشک قوت شنوائی' بینائی اور سوچ کے عمل کا ذمہ دار خود انسان ہے!

لفظ کا یہی احترام اور احترام کے یہی الفاظ ہمارا عزم بالجزم اور ایک اٹل ارادہ ہے' یہی ہماری دعوت و پیغام ہے اور یہی ہمارا مسلک ادبی یا مدرسۂ فکر بھی ہے جس کے ہم علمبردار ہیں! ہم ہمیشہ لفظ کے احترام اور عظمت کو ملحوظ رکھیں گے اور شرف و احترام کے الفاظ ہی ہماری نوک زبان کا زیور اور زور قلم کی زینت ہوں گے عالمی رابطہ ادب اسلامی کا یہی مسلک ہے۔ یہی عزم ہے اور یہی دعوت ہے! ہم جو ادب تخلیق کریں گے وہ لفظ کے احترام کا علمبردار اور احترام کے الفاظ کا آئینہ دار ہو گا!!

ظہور احمد اظہر

☆☆☆